اوصاف مومن

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

عباد الرحمٰن اور مومنوں جیسے اوصاف حمیدہ کا حامل وہ انسان ہوتا ہے جو اوہام شیطانی کی زنجیروں کو کاٹ کر بحر ظلمات و آفاق کی اتھاہ گہرائیوں سے نکل کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عبودیت کے طوق و سلاسل اپنے گلے میں پہن لیتا ہے، مومن کی شان دیکھئے کہ وہ اپنی گردن کٹوانا تو گوارا کرسکتا ہے لیکن ناموس الٰہی اور آبروئے رسالت پر حرف آنے کو برداشت نہیں کرسکتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

صداقت بیان کرنے سے مومن رک نہیں سکتا
اتر سکتا ہے سر خود دار کا مگر جھک نہیں سکتا
کٹا کر دکھا گئے گردنیں خدا والے
کبھی بندوں کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے
بفیض تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میدان مگر جھکی تو نہیں

مومن جیسے محیر العقول انسان کی مثال ایک پھول کی مانند ہے۔ جو چاروں اطراف سے خار دار کانٹوں میں گھرا ہوا ہوتا ہے اس کے باوجود کھلکھلا رہا ہوتا ہے یہی مثال ایک حقیقی مومن کی ہے کہ اگر اس پر کلفتوں اور صعوبتوں کے پہاڑ بھی توڑے جائیں تب

بھی اس کے پایہ عزم و استقلال میں نقص رو نہیں ہو سکتا۔

چاروں طرف کانٹوں میں گھرا گیا ہے
پھر بھی کھلا ہوا ہے

سورۃ فرقان کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ فرمایا ہے اس سورۃ کا نام فرقان اس لئے رکھا گیا کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حق و باطل عبادالرحمٰن اور عبادالشیطن کے درمیان فرق واضح کردیا۔ اب ہمیں چاہئے کہ ہم مذکورہ بالا اور مندرجہ ذیل اوصاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے ایمان کا توازن کریں کہ کیا واقعی ہم ان صفات کے ساتھ متصف ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہمیں جان لینا چاہئے کہ عبادالرحمٰن نہیں بلکہ عبادالشیطن ہیں۔

وعبادالرحمان الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما (سورۃ فرقان، آیت نمبر: ٦٣)

کہ اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر سکون و وقار تواضع، عاجزی، مسکینی و فروتنی سے چلتے ہیں جیسے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمایا لا تمش فی الارض مرحا (اے بیٹے) زمین پر اکڑ کر مت چل (سورۃ لقمان، آیت:١٨)

حضرت حسن بصریؒ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں ایک عمدہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ مومنوں کے کان آنکھیں حتیٰ کہ تمام جوارح جھکے ہوئے ہیں یہاں تک کہ گنوار اور خرد و عقل سے عاری لوگ انہیں بیمار سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بیمار نہیں ہوتے بلکہ خشیت الٰہی سے جھکے ہوتے ہیں۔

عبادالرحمٰن کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب جاہل لوگ ان سے اپنی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ جہالت پر نہیں اترتے بلکہ نہایت عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں۔ عبادالرحمٰن کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ کفر و شرک جیسے ظلم عظیم اور ناقابل معافی جرم کی آلائشوں سے مبرہ ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ ایک مومن کی زندگی درج ذیل اوصاف و کمالات سے معمور ہوتی ہے۔ مومن جھوٹی گواہی نہیں دیتا وہ ہر اثم و جرم کا مرتکب ہو سکتا ہے لیکن جھوٹ نہیں بولتا۔ مومن فسق و فجور، لغو و باطل امور کی محفلوں سے بچ کر بڑے باعزت طریقے سے گزر جاتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: وَالَّذِینَ لَا یَشْھَدُونَ الزُّورَ وَاِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا کِرَامًا (سورۃ فرقان، آیت: ۷۲)

سورہ انفال کی آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ مومن کی حقیقت کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِینَ اِذَا ذُکِرَ اللہُ وَجِلَتْ قُلُوبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُونَ۔

ترجمہ: بے شک مومن وہ ہیں جن کے دل خدا کا ذکر سن کر لرزا براندام ہو جاتے ہیں جب ان پر آیات قرآنی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ آیات ان کے ایمان کو زیادہ کردیتی ہیں اور مومن اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ سیرت صحابہ کا مطالعہ کرنے سے انسان ورطہ حیرت میں مبتلا ہوتا ہے کہ کس طرح ان کی حیات کے ہر گوشہ سے ایمانیت کی بو ٹپکتی تھی جو علم دین کے بحر بیکراں، تقویٰ و طہارت کے پیکر، دن کو روزہ دار، رات کو عبادت گزار، بوقت سحر مغفرت کے طلبگار، خشیت الٰہی سے یوں زاور و قطار رونے والے کہ آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ وہ عمر رضی اللہ عنہ جس کا نام سن کر دنیا تھرتھرا جاتی تھی جس کا تذکرہ سن کر بڑے بڑے جابروں کے پتے پانی ہو جاتے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ جب بارگاہ الٰہی میں کھڑا ہوتا ہے تو جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جن پر خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ جب کسی درخت یا پرندہ کو دیکھتے تو فرماتے ہائے کاش کہ میں یہ درخت ہوتا۔ کاش! میں یہ پرندہ ہوتا جس سے قیامت کے دن باز پرس نہ کی جاتی۔ یہ ہوتا ہے مومنوں کے تقویٰ کا عالم۔ جن پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔

کہتے ہیں فرشتے کہ دلاویز ہے مومن

حوروں کو شکایت ہے کہ کم آمیز ہے مومن

ایک مومن کی حیات طیبہ آفاق کی آرائش و زیبائش اور ضیاپاشیوں سے ... ہوتی ہے دنیا کی زیب و زینت اور دنیا کی رنگینیاں اس کے قلب اطہر پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ اس کے بالمقابل ایک کافر انسان دنیا کی آرائش و زیبائش محبت و شیفتگی میں گم ہو جاتا ہے۔ جب دنیا اس کے رگ و ریشہ میں رچ بس جاتی ہے اور اس کے دل میں سرائت کر جاتی ہے۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم ہیں اس میں آفاق

پھر یہ کافر لوگ دنیا کی ناز و نعم اور عیش و تنعم میں اس قدر پھنس جاتے ہیں کہ یاد الٰہی سے بھی غافل ہو جاتے ہیں۔ ان کی بابت اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔

ترجمہ: جو شخص ہماری یاد سے غافل ہو گیا، ہم اس کی معیشت تنگ کر دیتے ہیں اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

اس کے برعکس ایمان کا حامل انسان جملہ اقسام کی آلائشوں سے مبرہ ہوتا ہے

چڑیے نہیں کنجشک حمام اس کی نظر میں
جبرائیل و اسرائیل کا صیاد ہے مومن

حسن بصریؒ زبانی، کلامی ایمانیت اور اسلامیت کے دعویداروں کی ناگفتہ بہ حالت پر رنج و غم اور حزن و ملال کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ہائے افسوس لوگوں کو ان کی خواہشات نفس نے ہلاک کر دیا۔ اب تو قول بلا عمل ہے۔ ایمان بلا یقین ہے ہائے مجھے کیا ہو گیا کہ میں لوگوں کو تو دیکھتا ہو لیکن مجھے عقل و بصیرت ان میں نظر نہیں آتی۔ بے شک لوگوں نے دین کو لعقة اللسان سمجھ لیا۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جب کسی آدمی سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا تو مومن ہے تو وہ بڑے دعویٰ اور دھڑے سے کہتا ہے ہاں میں مومن ہوں حسن بصری کہتے ہیں کہ جو شخص آج ایمان کا دعویٰ کرتا ہے مجھے روز جزا کے مالک کی قسم اس نے جھوٹ بولا۔ کیونکہ مومن وہ ہوتا ہے جس کا ایمان بالا و قوی ہوتا ہے۔ جس کے ایمان کی بنیاد یقین پر ہوتی ہے جس کے علم سے بردباری ٹپکتی ہے۔ مومن غربت کی حالت میں غربت کا مظہر نہیں ہوتا جو غنائت میں متوسط اور قرآن کی اس آیت لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا کا مصداق ہوتا ہے۔ اور پھر فرمایا: المومن فی الصلوۃ خاشع والی الرکوع مسارع قولہ شفاء سکوتہ فکرۃ نظرہ، عبرۃ یخالط العلماء لیعلم

مومن پر حالت نماز میں خشوع و خضوع کے اثرات عیاں ہوتے ہیں جس کی ہر بات شفا ہوتی ہے۔ جس کا صبر اس کی پرہیزگاری کی علامت اور اس کی ہر بات فکر و دانش سے معمور۔ جس کا دیکھنا باعث عبرت۔ جو علماء سے اس لئے میل جول کا التزام کرتا ہے تاکہ علم حاصل کرے۔ مومن اس چیز کی تتبع اور تلاش نہیں کرتا جس کا اسے علم نہیں۔ وہ ہمیشہ حکمت دانش کا متلاشی ہوتا ہے۔ اگر اس پر ظلم کیا جائے تو صبر کرتا ہے اگر اس پر جبر کیا جائے تو عدل کرتا ہے مومن ایک اللہ کے علاوہ کسی سے مدد کا طالب نہیں ہوتا۔

یہ ہیں وہ اوصاف حمیدہ جو صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کا اوڑھنا بچھونا تھے۔ یہی وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے انہیں عرب و عجم کا حکمران بنادیا اور روم و ایران جیسی سپر طاقتوں کو ان کے سامنے سرنگوں کردیا۔ لیکن ہم نے جونہی ان صفات سے بے رغبتی اور کنارہ کشی اختیار کی تو خدا تعالیٰ نے ہماری حالت کو متغیر کردیا اور ہمیں آسمان کی بلندیوں سے اٹھا کر زمین کی اتھاہ گہرائیوں میں پٹخ دیا۔ ذلت و رسوائی، پستی و تنزلی اور غلامی کے طوق و سلاسل ہمارے گلے میں پہنا دیئے۔ جس کی نظیر ہمارے سامنے ہے۔

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری

رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

اللھم وفقنا لما تحب و ترضی۔

سنہرے اصول

- خدا روزی ہر ایک کو دیتا ہے اور بہتر ہی دیتا ہے مگر مسکن میں نہیں ڈالتا۔
- تیرا یہ ناقص گمان ہے کہ لوگ تیری نصیحتوں کو اپنے اوپر لاگو کر سکیں گے حالانکہ تجھ میں خود اتنی طاقت نہیں کہ تو ان کو اپنے آپ پر لاگو کر سکے۔
- تو جب اس حقیر جسم میں اسلام نہیں لا سکتا تو دنیا میں کیونکر لا سکے گا۔
- بندہ اہل تقویٰ کا مقام تب تک نہیں پا سکتا جب تک وہ ان چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے جن میں بظاہر کوئی حرج نہیں، اس اندیشے سے کہ کہیں وہ خود ان میں مبتلا نہ ہو جائے۔ (رسول کریم ﷺ)
- وہ دین ہی کیا جس کے بڑے بڑے احکام تو لے لیے جائیں اور چھوٹے چھوٹے یہ سمجھ کر چھوڑ دیے جائیں کہ یہ چھوٹے ہیں۔
- نیکی اس نیت کر کہ تو خیال کر رہا ہو کہ شائد اس چھوٹی سی نیکی کے سبب اللہ تعالیٰ تجھ سے تمام گناہوں کو دور کر دے اور برائی اس خیال سے چھوڑ کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ اس ایک برائی سے بچنے کی وجہ سے تمام گناہ معاف فرما دیں۔